

ہوئی درست نہیں ہے۔ ”توہین رسالت“ توہش کے اسلام اور مسلمانوں پر کرو سیدھے جملے کی ایک کڑی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے۔ ناروے کی حکومت نے توہین کی مذمت کی ہے اور اس کے صحافی اور حکومت نے معافی بھی مانگی ہے لیکن ہم نے کہا ہے کہ اس صحافی کی یہ معافی اس کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ اس کو تقریری سزا دینا بھی ضروری ہے، نیز ناروے کا صحافی اصل مجرم نہیں ہے۔ اصل مجرم ڈنمارک کا صحافی ہے باقی تمام یورپیں اس کے مقابل ہیں۔ البتہ ناروے کی حکومت پر اس شق کی بنداد پر جس کو آپ نے نشان زد کیا ہے، دباؤ بڑھایا جاسکتا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس کے صحافی نے مسلمانوں کی دل ٹکنی کی ہے دیگر بین الاقوامی قوانین اور ناروے کے ملکی قانون کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ معابرے کی خلاف ورزی بھی کی ہے، لہذا اسے ان سب کی خلاف ورزی کی بنداد پر تقریری سزا دی جائے۔ (مولانا عبدالمالک)

### گھریلو رویے اور تربیت

س: میرے سرال والوں کا تعلق تحریک اسلامی سے ہے۔ میں خود بھی تحریک سے وابستہ ہوں مگر ناروا گھریلو رویوں کی بنا پر میں ڈھنی اذیت سے دوچار ہوں۔ میری ساس سخت مزاج ہیں۔ وہ مجھے طنز کا نشانہ بناتی رہتی ہیں۔ انہوں نے میری بیٹی کو مجھ سے بعض غلط فہمیاں پیدا کر کے دُور کر دیا ہے، جو مزید باعثِ اذیت ہے۔ کیا ایک ساس کا ایسا رویہ درست ہے؟

کچھ عرصہ پہلے ایک معمولی واقعے سے میری ساس بری طرح ناراض ہو گئیں، جب کہ زیادتی بھی ان کی تھی۔ میں نے ان کی غلط روشن پر توجہ دلائی تھی کہ آپ کا رویہ درست نہیں، کچھ تلخی بھی ہو گئی۔ مگر میرے خاوند نے مجھے ہی مجبور کیا کہ تم مغدرت کرو۔ میرے پس و پیش پر انہوں نے مجھے گھر سے نکالنے کی دھمکی دی۔ کیا یہوی کی کوئی عزت نفس نہیں ہے؟ کیا اسلام اسے کوئی حق نہیں دیتا؟ کیا تحریک کے ذمے دار ان کا فریضہ نہیں کہ اپنے رفقا کے رویے کی اصلاح کریں اور ان کو توجہ دلائیں؟

ج: آپ کی ذہنی پریشانی اور تکلیف کے احساس سے بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید صبر و استقامت کی توفیق دے اور آپ کے شوہر اور سرال والوں کو ہدایت سے نوازے۔

تحریکِ اسلامی جو ذہن بناتا چاہتی ہے سادہ لوگی میں ہم اسے رکنیت، نظامت، امارت وغیرہ سے مسلک کر دیتے ہیں۔ بلاشبہ تحریکِ اسلامی کی رکنیت ایک اعزاز ہے لیکن اس سے زیادہ ایک امتحان بھی ہے کہ جس رتب کریم کی اطاعت اور حرج کی پیروی اور حرج کی اشاعت و اظہار کا عہد کیا گیا ہے اسے کہاں تک اپنی ذاتی زندگی خصوصاً اہل خانہ کے ساتھ تعلقات میں اختیار کیا گیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ بعض اوقات یہ دعکیاں بھی سننے میں آتی ہیں کہ تحریک سے وابستہ فلاں صاحب نے تجارتی شریک کے ساتھ وہ رو یہ نہیں رکھا جو متوقع تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں معیارِ مطلوب اور حقیقت واقع میں فرق ہمیشہ ملاحظہ رکھنا ہو گا اور کوشش کرنی ہو گی کہ حقیقت واقعہ کم سے کم عرصے میں معیارِ مطلوب کے مطابق ہو جائے۔ نکوہ سوال کے ضمن میں چند باتیں عرض ہیں:

پہلی بات یہ کہ کیا ایک دادی یا نانی کو اپنے بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو اس کی حقیقی ماں یا باپ سے تنفر کرنے کا حق ہے؟ قرآن کریم کا اور سنت کا واضح حکم ہے کہ صدرِ حجی کی جائے اور قطعِ رحمی نہ کی جائے، حسنِ ظن کو اختیار کیا جائے اور سوءِ ظن سے اجتناب کیا جائے۔ ایک فرد کو تم ترک کے نہ کھایا جائے کہ یہ غیبت کی تعریف میں آتا ہے۔ اس غلطی کا ارتکاب ایک دادی یا نانی کرنے یا ایک بہو یا داماد کرے، فرق واقع نہیں ہوتا۔ اس میں نہ جنس کی قید ہے نہ عمر کی نہ رشتہ کی۔ اس لیے اگر ایک دادی صاحبہ اپنے بیٹے کی اولاد کو اس کی حقیقی ماں سے تنفر کرتی ہیں تو وہ قرآن و حدیث کے واضح احکام کی خلاف ورزی کرتی ہیں، چاہے وہ اور ان کا پورا خاندان تحریکِ اسلامی کے کیسے ہی منصب پر کیوں نہ فائز ہو۔ یا اپنی جگہ پر غلطی ہے اور اس کی اصلاح کرنا ان کا تحریکی فریضہ ہے۔ لیکن وہ ایسا کیوں کرتی ہیں؟ کیا اس کا سبب ان کا احساس عدم تحفظ ہے کہ ان کی لائی ہوئی بہوں کے بیٹے پر "قابض" ہو جائے گی یا اگر میں اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے ایسا کرتی ہیں، یا بہو کی کسی بات کو دل میں رکھ کر اس کے رد عمل کے طور پر ایسا کرتی ہیں؟ ان سوالات کا جواب میرے پاس تو نہیں ہے، شاید آپ کے پاس بھی نہ ہو، لہذا اس حوالے سے ظن و گمان سے بچنا ہی بہتر ہو گا۔

دوسری بات آپ نے یہ دریافت کی ہے کہ کیا شوہر اپنی والدہ کے کہنے میں آ کر بیوی کو

گھر نکال سکتا ہے؟ قرآن و سنت کی تعلیمات تحریک اسلامی کے لٹریچر میں وضاحت سے ملتی ہیں، کہ ایک شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو اپنا بس سمجھے اور بس کو جسم سے الگ کر کے نہ خود عیاں ہونے بیوی کو اس آزمائش سے گزارے۔ قرآن متوجہ کرتا ہے کہ اگر بعض فطری روحانات کی بنا پر بیوی کی کوئی ایک بات ناپسند بھی ہو تو یہ سوچے کہ اس کی دوسرا خوبیاں کتنی قیمتی ہیں اور ان کی بنا پر اس سے علیحدگی یا اسے ڈور کرنے کا قصد نہ کرے۔ اسلام کی نگاہ میں یہ رشتہ اتنا اہم ہے کہ اسے برقرار رکھنے اور بہتر بنانے کے لیے اور غلط بھی ڈور کرنے کے لیے ایک دوست غلط بیانی بھی کر سکتا ہے، جو عام حالات میں ہدایت سے منع ہے۔ اس رشتے کو کمزور کرنے اور بگاڑنے کے لیے شیطان اپنی ذریت کو نشان امتیاز دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

عام طور پر ساس بننے کے بعد ایک خاتون کا طرزِ عمل کچھ نہ کچھ بدلتا ہے۔ اس کی اصلاح صرف دعا، اپنی جانب سے بھلانی، احسان کے رویے اور اللہ سے صبر و استقامت کی مسلسل دعا کے ذریعے سے ہی کی جاسکتی ہے۔

ایسے افراد کے لیے جو تحریک اسلامی سے وابستہ ہوں اصلاح و احتساب کا نظام تحریک کے اندر بھی اور خاندانوں کے معاملات کے حوالے سے بھی باقاعدہ ہونا چاہیے۔ ایک تحریکی کارکن کا اپنی رپورٹ میں یہ بیان کر دینا کہ اس نے کتنے افراد تک دعوت پہنچائی، کتنے اجتماعات میں شرکت کی، کیا مالی اعانت کی، کافی نہیں ہے۔ وہ کہاں تک اپنے خاندان میں محبت، عدل، نرمی اور بھلانی سے پیش آ رہا ہے اور کہاں تک ماں باپ کی حمایت یا بیوی کی حمایت کی جگہ حق کی بات پر عمل کر رہا ہے، رپورٹ کا حصہ ہونا چاہیے۔

ہم جس معاشرتی، معاشوی اور سیاسی تبدیلی و انقلاب کا علم لے کر نکلے ہیں اس میں گھر بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ جب تک گھر کے مخاذ پر ایک مجاہد اپنی سیرت کے کھرے ہونے کا مظاہرہ نہیں کرتا وہ بڑے مخاذوں پر بحسن و خوبی اپنا کردار ادا نہیں کر سکے گا۔

ایسے موقع پر بھی جب آپ کو اپنی ساس کے غلط ہونے کا یقین ہو، اگر آپ براہ راست انھیں جواب نہ دیں تو آپ کے اجر میں زیادہ اضافہ ہو گا کہ آپ نے رشتے کے احترام میں ایسا کیا۔ ہاں، اپنے شوہر کو ضرور مطلع رکھیے کہ آپ کو کیا کچھ کہا گیا لیکن آپ نے کسی بات کا جواب نہیں دیا۔

شوہر کی یہ اہم ترین ذمہ داری ہے کہ معاملات کو احسن انداز سے لے کر چلے کر والدین کو ان کا مقام ملے اور ابھی خانہ کے حقوق بھی مجرور نہ ہوں، بالخصوص الہیہ تہائی کے احساس کا شکار نہ ہوں۔

جہاں تک ماں کو ناراض کرنے کا تعلق ہے، بلاشبہ قرآن و حدیث میں ماں کی اطاعت و فرمان برداری اور خوشنودی کا بار بار ذکر ہے لیکن وہی قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ اگر والدین شرک کا حکم دیں تو کوئی اطاعت نہیں۔ حدیث بھی یہی بات کہتی ہے کہ ”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں“۔ اس لیے اگر ماں یا باپ ایک ایسی بات کا حکم دیتے ہیں جو حق کے منافی ہے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اسلام کے اصول واضح ہیں، ان میں کوئی ایجج یقین اور مصلحتیں نہیں ہیں۔ تاہم معاملات کو حکمت، معاملہ فہمی، وضع داری، صن سلوک، غیر جذباتیت اور صبر و تحمل کے ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ آخرت پر نظر رہنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے آسانی اور اس کی راہ میں استقامت کے لیے خصوصی دعا بھی کرنا چاہیے۔ (ذاکثر انیس احمد)

۳۰۰۰ روپے ادا کر کے

## ترجمان القرآن کے معاون خصوصی ہیئی

یہ آپ کے لیے اعزاز ہے، ہمارے لیے بھی!

مدیر ترجمان القرآن کی اپیل سے آغاز کیا تو ہدف ایک ہزار معاونین تھا۔ مناسب رپورٹ نہ ملنے پر اسے ۵۰۰ کر دیا گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب یہ ہدف حاصل ہو گیا ہے۔ اس وقت ۵۳۵ معاونین خصوصی ہیں — اب یا ہدف ۷۰۰ ہے۔

ہدف کم کرنے کو بعض کرم فرماؤں نے چیلنج سمجھا، امید ہے کہ ۷۰۰ کی کوشش میں ۱۰۰۰ کا ہدف حاصل ہو جائے گا، ان شاء اللہ!

اپیل صرف ان حضرات و خواتین سے ہے جن کے لیے ۳ ہزار کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ ہائل پیپر پر بیرونی ایڈیشن مستقل ارسال کیا جائے گا۔ آپ زر سالانہ کی تسلیل کی رحمت سے نق جائیں گے۔